

1 اقتصادی صورتحال

1.1 عمومی جائزہ

مالی سال 10ء کے دوران ملکی معاشی بحالی معتدل لیکن کمزور رہی۔ کاروباری اور صارفی اعتماد میں تھوڑی بہتری، نسبتاً معاون زری و مالیاتی پالیسیوں اور (گرتی ہوئی عالمی قیمتوں کی شکل میں) کچھ خوش قسمتی کی وجہ سے حقیقی جی ڈی پی کی نمو بڑھ کر 4.1 فیصد (دیکھئے جدول 1.1) ہو گئی جو مالی سال 09ء میں 1.2 فیصد کی ٹخلی سطح پر تھی۔ اجناس کی کم قیمتوں اور قدرے کمزور طلب نے گرانے کو، جو کئی دہائیوں کی بلند ترین سطح 20.8 فیصد پر تھی، کم کر کے 11.7 فیصد پر لانے اور مالی سال 10ء کے دوران جاری حسابات کے خسارے کو جی ڈی پی کے صرف 2 فیصد تک لانے میں کردار ادا کیا۔ گزشتہ سال یہ خسارہ جی ڈی پی کا 5.7 فیصد تھا۔

یہ تبدیلیاں م س 09ء کے مقابلے میں کسی قدر بہتری کی نشاندہی کرتی ہیں تاہم معیشت کی بنیادی ساختی کمزوریاں جوں کی توں ہیں۔ مثال کے طور پر اہم اصلاحات کا بھرپور آغاز نہیں ہوسکا: (1) مسلسل اختلافات کی وجہ سے وسیع البیاد جی ایس ٹی کے ذریعے ٹیکس نیٹ کی مجوزہ توسیع ملتوی ہو گئی، (2) کارکردگی بہتر بنانے اور مالیاتی بوجھ کم کرنے کے لیے سرکاری شعبے کے اداروں کی مجوزہ تشکیل نو نہ ہوسکی، اور (3) کچھ ابتدائی کام کے بعد توانائی کے شعبے کے قرضے کا مسئلہ (جسے 'گردشی قرضے' کہا جاتا ہے) حل کرنے یا بجلی کی فراہمی میں نمایاں بہتری لانے میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔

بہر حال اہم ترین ساختی مسئلہ کمزور مالیاتی کارکردگی کا تھا۔ مالیاتی خسارہ دوبارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 6.3 فیصد ہو گیا یعنی گزشتہ سال سے 1.1 فیصدی درجے زیادہ ہے۔ م س 10ء کے لیے 16 کھرب روپے کا ٹیکس محاصل کا ہدف راجائیت پسندانہ معلوم ہوتا تھا جس میں 29.8 فیصد کی ریکارڈ سالانہ نموشال تھی جبکہ پچھلے پانچ برس کے دوران اوسط نمود 14.6 فیصد رہی تھی۔ پس مجموعی محاصل میں 77 ارب روپے کی کمی بہت حیران کن تھی کیونکہ ٹیکس اساس کو بڑھانے یا موجودہ ٹیکس اساس کو زیادہ موثر طور پر استعمال کرنے کے لیے کوئی خاص قدم نہیں اٹھایا گیا۔

اخراجات کے حوالے سے ہونے والی کمی زیادہ مایوس کن تھی۔ یہ بات ماننے والی ہے کہ سرکاری اخراجات میں کوئی کمی کرنا مشکل ہے جیسے قرض کی واپسی، دفاع، حکومت کا تنخواہوں کا بل وغیرہ۔ تاہم صوابدیدی اجزائے اتک میں نموکوروکنے کی کوئی کوشش دکھائی نہیں دیتی۔ اس تناظر میں پی ایس ایز کے نقصانات اور زراعت میں 10.7 فیصد سال بسال کی نموبطور خاص مایوس کن تھی۔ اس بات کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو م س 10ء میں یہ اخراجات جی ڈی پی کے فیصد کے لحاظ سے صحت و تعلیم کے مجموعی اخراجات کے تقریباً برابر ہیں۔ یہ کسی بھی طرح قابل قبول صورتحال نہیں۔

زراعت میں اضافہ اور پی ایس ای کے نقصانات بڑی حد تک اس لیے ہوئے کہ اشیاء و خدمات کی قیمتوں کے منڈی کے اندر تعین میں سرکاری مداخلت جاری رہی۔ ایسی مداخلتیں ناپسندیدہ ہوتی ہیں کیونکہ ان سے حد سے متجاوز صرف کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، کارکردگی بڑھانے کی ترغیبات کم ہوتی ہیں اور وسائل غلط مدوں میں مختص ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ملک میں بجلی کی جاری قلت ایک مثال ہے جو توانائی کے نرخوں کو برسوں تک کم رکھنے کی حد سے بڑھی ہوئی سرکاری مداخلتوں کا نتیجہ ہے۔ کم نرخوں کی وجہ سے جزییشن کی گنجائش میں اضافہ کرنے کے لیے سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی اور ساتھ ہی صرف کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اس کے نتیجے میں بجلی کی قلت نے پیداواری نقصانات کو جنم دیا، مقامی کاروباری اداروں کی پیداواریت (اور مسابقت) گھٹائی اور مقامی کاروباری اداروں کو نسبتاً کم کارکردگی کے حامل چھوٹے پاور جزییشن یونٹوں میں سرمایہ کاری کرنے پر مجبور کیا۔ اسی طرح حالیہ برسوں میں زرعی منڈیوں میں حکومتی مداخلت کے غیر مطلوبہ نتائج برآمد ہوئے کیونکہ اس سے برآمد کنندگان کی حوصلہ شکنی ہوئی (وجہ یہ تھی کہ پالیسی میں تبدیلی کا خطرہ بڑھ گیا) اور سرمائے کی لاگت میں اضافے کی بنا پر نجی سرمایہ کاری کے لیے گنجائش نہیں رہی۔ سچ یہ ہے کہ حکومت کی قوم کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بینکوں کو معمول سے بڑھ کر ترغیبات کا اندازہ اس حقیقت سے ہوتا ہے کہ بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ م س 10ء کے دوران بہتر ہوتی رہی حالانکہ ان کے غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافہ ہوا۔

¹ 'گردشی قرضے' وہ صورتحال ہے جس میں نقد کے بجائے مسائل کا شکار کوئی ادارہ رسد کنندگان اور قرض خواہوں کو ادائیگیاں معطل کر دیتا ہے جس سے سلسلہ رسد میں اس کے قابل وصولی اور قابل ادائیگی رقوم میں تیزی آسکتی ہے۔ پاکستان کے شعبہ توانائی میں یہ مسئلہ پچھلے دو برسوں سے نمایاں ہو گیا ہے۔ مثلاً پیکو بجلی کی فراہمی کے لیے اپنے صارفین (یعنی کے ای ایس سی اور سرکاری محکمہ جات بشمول ریلوے، پی آئی اے، پاکستان اسٹیل ملز اور صوبائی و وفاقی حکومتوں کے محکمے) سے ٹریف اکٹھا کرتا ہے اور حکومت سے ٹریف کی زراعت وصول کرتا ہے اور اپنے رسد کنندگان (آئی بی بی، او ایم بی، اور گیس کمپنیوں) کو بجلی اور ایندھن کی خریداری کے عوض ادائیگیاں کرتا ہے۔ حکومت زراعت کی رقم پیکو پورے طور پر ادائیگی کر رہی اور پیکو کو بھی اپنے صارفین سے ادائیگیاں موصول نہیں ہو رہیں۔ نتیجتاً پیکو اپنے رسد کنندگان کو ادائیگیاں مؤخر (یا معطل) کر دیتا ہے۔

مالی سال 10ء کی مالیاتی کارکردگی کچھ اس طرح رہی کہ مالیاتی اور نیم مالیاتی کارروائیوں میں مسلسل توسیع ہوئی جس کے باعث نجی شعبے کی سرگرمیوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہی، مستقل دو ہندسی گرانٹی کو تقویت ملی اور مالی سال 10ء میں مجموعی سرکاری قرضے بڑھ کر جی ڈی پی کے 69.5 فیصد ہو گئے جبکہ مالی سال 09ء میں یہ جی ڈی پی کے 68.7 فیصد تھے۔ یہ حالات نمو کی وسط مدت پائیداری کی طرف سوالیہ نشان ہے۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار							
م 10ء							
اصل	اہداف	م 09ء	م 08ء	م 07ء	م 06ء	م 05ء	
شرح نمو (فیصد)							
4.1	3.3	1.2	3.7	6.8	5.8	9.0	حقیقی جی ڈی پی (عادل لاگت پر) ¹
2.0	3.8	4.0	1.0	4.1	6.3	6.5	زراعت
-0.2	3.5	7.3	-6.4	7.7	-3.9	17.7	اہم فصلیں
5.2	1.8	-3.7	4.8	8.3	8.7	15.5	اشیاء سازی
4.4	1.0	-8.2	4.0	8.7	8.3	19.9	بڑے پیمانے پر ²
4.6	3.9	1.6	6.0	7.0	6.5	8.5	شعبہ خدمات
11.7	9.0	20.8	12	7.8	7.9	9.3	ص (م 01=100)
13.2	-	22.7	14.2	9.4	7.8	11.1	حق ا (م 01=100)
12.5	-	9.6	15.3	19.3	15.2	19.3	زری اثاثے (زر)
3.9	-	0.6	16.5	17.3	23.5	34.4	نجی شعبے کا قرضہ
9.4	-1.7	-7.1	12.2	3.2	14.3	16.9	برآمدات (ایف او بی)
-0.3	-5.6	-12.9	30.9	6.9	38.8	32.1	درآمدات (سی آئی ایف)
16,904	-	12,763	11,567	16,634	13,193	12,598	سرکاری سیال مبادلہ ذخائر (ملین ڈالر)
بطور فیصد جی ڈی پی							
15.2	20	17.4	20.4	20.9	20.5	17.5	کل سرمایہ کاری
13.8	14.7	13.2	13.4	17.4	17.7	17.5	قومی بچت
14.2	14.7	14.5	14.6	15.0	14.1	13.8	مجموعی حاصل
10.0	10.5	10.3	10.4	10.6	10.2	10.0	ٹیکس حاصل
20.5	19.4	19.9	22.2	19.3	18.4	17.2	میزانیہ اخراجات
6.3	4.9	5.3	7.6	4.4	4.3	3.3	بجٹ خسارہ
-2.0	-5.3	-5.7	-8.4	-4.8	-3.9	-1.4	چاری حسابات کا توازن
69.5	-	68.7	65.3	60.5	62.6	-	مجموعی قرض و واجبات
34.3	-	32.6	33.3	31.3	31.8	-	ملکی قرض
31.8	-	32.6	29.9	27.5	28.7	31.3	بیرونی قرض
3.5	-	3.5	2.1	1.7	2.1	-	مجموعی واجبات
1 م 10ء کے دوران جی ڈی پی میں شعبہ جاتی حصے اس طرح تھے: زراعت (21.5 فیصد)، صنعت (25.2 فیصد) اور خدمات (53.3 فیصد)۔							
2 جولائی تا جون م 09ء کی نمونگی 8.2 فیصد تھی جبکہ جولائی تا جون م 10ء کی نمونگی 4.8 فیصد تھی۔							
نوٹ: اہداف م 09ء کے سالانہ منصوبے اور سالانہ بجٹ بیان م 10ء پر مبنی ہیں۔							

توسیعی مالیاتی پالیسی اور بعد ازاں خسارے کی جزوی تسلیک کا معیشت میں (طلبی) گرانٹی کے حوالے سے اہم کردار ہے لیکن زراعت کے بوجھ کو کم کرنے سے بھی (لاگتی) گرانٹی پیدا ہوئی۔ اس لیے مالی سال 10ء کی پہلی ششماہی میں کمزور طلب اور درآمد گرانٹی میں تیزی سے کمی کی بنا پر گرانٹی کا گھٹ جانے والا دباؤ پھرا پھرا اور دوسری ششماہی میں مستحکم ہو گیا² کیونکہ حکومت نے توانائی کے بڑھتے ہوئے اخراجات صارفین کو منتقل کر دیے۔ یہ لاگتی گرانٹی کئی برسوں سے قیمتوں میں رد و بدل کے مؤخر کیے جانے کا ناگزیر نتیجہ تھی یعنی گرانٹی کا وہ دباؤ جو کئی سال میں ہموار کیا جانا چاہیے تھا مالی سال 10ء میں کرنا پڑا۔ یہ رد و بدل معیشت کی وسط تا طویل مدت کارگذاری کے لیے ضروری تھا۔ مالی سال 10ء کی دوسری ششماہی کے دوران

² مئی گرانٹی جون م 10ء کی پہلی ششماہی میں اوسطاً 10.1 فیصد رہی تھی دوسری ششماہی میں بڑھ کر 13.1 فیصد ہو گئی۔

غذائی گرانی بڑھنے کی وجہ سے گرانی میں مزید اضافہ ہوا۔ بلند غذائی گرانی (الف) نقل و حمل کی اضافی لاگت، (ب) درآمدہ غذائی اجناس خصوصاً دالوں، مسالوں، خشک دودھ وغیرہ کی قیمتیں بڑھنے اور (ج) کئی اجناس (شکر، گوشت وغیرہ) میں ناقص فصل یا قوی بیرونی طلب کی بنا پر طلب و رسد کے مسلسل فرق کا نتیجہ تھی۔

مالی سال 10ء کی پہلی ششماہی کے دوران گرانی میں کمی کے ساتھ معاشی صورتحال میں قدرے بہتری آنے کی وجہ سے مرکزی بینک نے معاشی بحالی کو تقویت دینے کے لیے زری پالیسی میں نرمی لانے کا فیصلہ کیا۔ اس لیے اسٹیٹ بینک نے اگست 2009ء میں پالیسی ریٹ میں 100 اور نومبر 2009ء میں مزید 50 بیس پوائنٹس کی کمی کر دی۔ تاہم جب بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے اور غیر متوقع طور پر پست بیرونی وصولیوں نے معاشی عدم استحکام کے خطرے میں اضافہ کیا اور دوسری ششماہی میں گرانی کا دباؤ پھر سر ابھارنے لگا تو اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے نرمی کا سلسلہ موقوف کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس دوران مرکزی بینک نے شبینہ نرخ میں تغیر کم کرنے کے لیے بینکاری نظام کو سیالیت کی فراہمی جاری رکھی لیکن مئی 10ء کے پیشتر عرصے کے دوران یہ شرحیں پالیسی ریٹس کے قریب رہیں جس کی بڑی وجہ میزانیہ اور نیم مالیاتی سرگرمیوں کے لیے حکومت کی بلند تر مالکاری ضروریات تھیں۔³

جدول 1.2: جاری حسابات کے توازن میں بہتری کے ماخذ		
فیصد حصہ		
مئی 09ء	مئی 10ء	تجارتی توازن
50.9	20.9	برآمدات
-28.3	8.9	درآمدات
-79.2	-12.0	خدمات
66.7	29.5	آمدنی
-10.6	19.8	جاری منتقلیاں
-7.0	29.8	کارکنوں کی ترسیلات
29.5	19.0	جاری حسابات کا توازن
100	100	

اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی نے بھی، جس سے مئی 10ء کی پہلی ششماہی میں گرانی کا دباؤ گھٹانے میں مدد ملی تھی، مئی 10ء کے دوران جاری حسابات کے خسارے میں بہتری لانے میں کردار ادا کیا۔ یہ صورتحال مئی 09ء میں بھی دیکھی گئی تھی تاہم مئی 10ء کے دوران درآمدی بل میں کمی کے ساتھ تمام اہم مدوں میں بھی بہتری آئی (جدول 1.2)۔ چنانچہ جاری حسابات کا خسارہ بطور فیصد جی ڈی پی مئی 10ء کے دوران 5.7 فیصد کی ناپائیدار سطح سے کم ہو کر 2 فیصد رہ گیا جو پانچ سال کی سب سے نچلی سطح ہے۔

برآمدی کارکردگی بطور خاص حوصلہ افزا ہے جس کا بڑا سبب مئی 10ء کی دوسری ششماہی میں 25.2 فیصد سال بسال نمونہ بیکہ پچھلے چھ ماہ کے دوران 4 فیصد کی کمی ہوئی تھی۔ اسی طرح دوران سال ترسیلات زری میں 14 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا حالانکہ ان ملکوں میں معاشی سست رفتاری چل رہی ہے جہاں سے پیشتر ترسیلات زری آتی ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جزو اُس منتقلی کے لیے باضابطہ راستے زیادہ استعمال کیے جا رہے ہیں۔

جاری حسابات میں بہت نمایاں کمی نے مالی کھاتے میں بگاڑ کو ماند کر دیا جس کی وجہ سے دو سال کے وقفے کے بعد مئی 10ء میں مجموعی بیرونی حسابات میں فاضل رقم آئی۔ چنانچہ آخر جون 2010ء میں ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر بڑھ کر 16.9 ارب ڈالر ہو گئے۔ گرتی ہوئی درآمدات اور بلند تر ذخائر کے امتزاج کی بنا پر درآمدی کوریج بہتر ہو کر 28.8 فیصد ہو گئی جو مئی 07ء کے بعد بلند ترین ہے۔ اس تناظر میں مئی 10ء کے دوران روپے کی قدر میں 4.8 فیصد کی ناقابل فہم معلوم ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جاری حسابات کے خسارے کی مالکاری کا بڑا حصہ کثیر فریقی ایجنسیوں (زیادہ تر آئی ایم ایف) کے قرضوں کی شکل میں تھا، جو بین الینک منڈی میں داخل نہیں ہوتے۔ مزید برآں اسٹیٹ بینک نے تیل کی خریداری کے لیے سیالیت کی فراہمی بھی روک دی ہے اور بین الینک منڈی اس اضافی طلب کا بوجھ بھی اٹھا رہی ہے۔

1.2 مستقبل کے امکانات

سالانہ ترقیاتی پروگرام کے معاشی فریم ورک سے ہم آہنگ اہداف کو مئی 11ء کی ابتدا میں سنگین دھچکا لگا جب ملک کا بڑا علاقہ طوفانی بارش اور عظیم سیلاب کی زد میں آ گیا۔ اس سیلاب سے اہم زرعی اراضی سب سے زیادہ متاثر ہوئی اور خریف کی کھڑی فصلوں (مثلاً کپاس، چاول اور گنا) اور مویشیوں کو خاصا نقصان پہنچا۔ معیشت کو انفراسٹرکچر (پل، سڑکیں، گیس اور بجلی کے پائپس اور بعض صنعتی یونٹوں مثلاً چاول کی ملز اور جنگل فیکٹریز وغیرہ) کو وسیع پیمانے پر ہونے والا نقصان بھی برداشت کرنا پڑا۔ رسد میں رکاوٹ اور بڑی تعداد میں لوگوں کے بے گھر ہونے سے جو پیداواری نقصانات ہوئے وہ الگ ہیں۔ بعض تخمینوں کے مطابق 2 کروڑ افراد بے گھر ہو گئے اور کسی ٹھکانے، کھانے پینے کی اشیاء، پینے

³ آخر جب خطرات بڑھتے ہی رہے تو اسٹیٹ بینک نے جولائی 2010ء میں اپنا پالیسی موقف تبدیل کر لیا اور پالیسی ریٹ کو 50 بیس پوائنٹس بڑھا کر 13 فیصد کر دیا۔

جدول 1.3: اہم معاشی اظہار			
میں 11ء		میں 10ء	
اسٹیٹ بینک کی پیشگوئیاں		سالانہ منصوبے کے اہداف	
شرح نمو فیصد میں			
جی ڈی پی	4.1	4.5	2.0 - 3.0
اوسط اسٹی گرائی	11.7	9.5	13.5 - 14.5
زری اثاثے (زر)	12.5	-	12.0 - 13.0
ارب ڈالر			
کارکنوں کی ترسیلات	8.9	9.0	9.5 - 10.5
برآمدات (ایف او بی - بی او پی ڈی)	19.6	20.0	20.0 - 21.0
درآمدات (ایف او بی - بی او پی ڈی)	31.0	31.7	34.0 - 35.0
فیصد جی ڈی پی			
مالیاتی خسارہ	6.3	4.0*	5.0 - 6.0
جاری حسابات کا خسارہ	2.0	3.4	3.0 - 4.0
ع: عبوری			
اس کا اعلان بجٹ میں کیا گیا تھا لیکن اعلان شدہ مجموعی وفاقی وصولیائی میزانیوں کے مطابق یہ بڑھ کر 5.2 فیصد ہو گیا۔			
نوٹ: مالیاتی اور جاری حسابات کے خسارے اور جی ڈی پی کے تناسب میں 11ء کی بجٹ دستاویز میں نامیہ جی ڈی پی پر مبنی ہیں جبکہ ان کی پیشگوئیاں سال کے (بلند تر) نامیہ جی ڈی پی کی پیشگوئی پر مبنی ہیں۔			

کے صاف پانی اور صحت کی بنیادی سہولتوں کے بغیر رہنے پر مجبور ہوئے۔ امداد اور آباد کاری کا کام بہت زیادہ ہے اور اچھی خاصی بین الاقوامی امداد اور بڑے پیمانے پر عوام میں تحریک پیدا ہونے کے باوصف امکان ہے کہ دستیاب وسائل متوقع ضروریات کے لیے ناکافی رہیں گے۔

حکومت نے عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے نقصانات اور ضروریات کا تخمینہ لگانے کا عمل شروع تو کیا ہے تاہم اس میں کچھ وقت لگے گا۔ لیکن نقصانات کے چیدہ چیدہ پہلوؤں کا طائرانہ جائزہ لینے سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کے مضمرات کئی سال تک معیشت کو دباؤ میں رکھیں گے۔

لہذا یہ واضح ہے کہ م 11ء کی ترجیحات اور اہداف پر نظر ثانی کرنی پڑے گی اور تمام اہم معاشی اظہار یوں میں بگاڑ دیکھا جائے گا۔ مثال کے طور پر سیلاب کے بعد ابتدائی جائزوں سے خاصی کم نمو کی توقعات ظاہر ہوتی ہیں بلکہ اگر گندم کی فصل بہت اچھی نہ ہوئی تو زرعی شعبے کی نمو کے تو منفی ہونے کا خدشہ ہے۔ روایتی دانش یہ کہے گی کہ پانی کی بہتر دستیابی اور سیلاب کی لائی ہوئی دریائی مٹی (گاد) کی زرخیزی بڑھنے سے فصلیں بہتر ہوں گی۔ اس امکان کو حقیقت بنانے کے لیے متاثرہ علاقوں میں رکاوٹیں دور کرنے کے لیے بہت تیزی سے منظم کوششیں کرنی ہوں گی جن میں کاشتکاروں کے قرضوں کی تشکیل نو، نشیبی علاقوں سے پانی نکاس کے لیے وسائل کا جلد استعمال اور معیاری خام مال (بیج، کھاد وغیرہ) کی فراہمی شامل ہیں۔

یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ کاشتکار پہلے اپنے کنبے کے لیے سرچھپانے کی جگہ کا بندوبست کریں گے۔ اس کے بعد ہی فصلوں میں سرمایہ کاری کریں گے۔ چنانچہ سیلاب سے پہلے جیسی پیداوار کے لیے کاشتکاروں کو تعمیر نو نیز خام مال کی فراہمی کے لیے نقد گرانٹس دینے کی ضرورت ہے۔ صنعتی نمو بھی متاثر ہوگی۔ براہ راست ہونے والے نقصانات میں کپاس، گنے اور چاول کی فصلوں پر انحصار کرنے والے اشیاء ساز نیز وہ یونٹ شامل ہیں جنہیں عارضی طور پر رسد میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے علاوہ خصوصاً سیلاب زدہ علاقوں میں مجموعی طلب کمزور ہونے کے ساتھ بالواسطہ نقصانات بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ امکان ہے کہ صارفین پائیدار اشیاء کی صنعت میں طلب خاصی گھٹ جائے گی۔

اس پس منظر میں اسٹیٹ بینک کی سیلاب کے نقصانات کی نامکمل معلومات پر مبنی ابتدائی پیشگوئی یہ ہے کہ م 11ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی کی نمو 2 سے 3 فیصد رہے گی جبکہ ہدف 4.5 فیصد تھا (دیکھئے جدول 1.3)۔

پس اس میں حیرت کی بات نہیں کہ م 11ء میں سرکاری خزانے سے توقعات بڑھنے کی توقع ہے کیونکہ سیلاب کے بعد امداد اور تعمیر نو کی سرگرمیوں کے لیے رقم درکار ہوگی۔ حکومت کی یہ تجویز بجا ہے کہ ٹیکس اساس کے نسبتاً متمول طبقوں سے آنے والے محاصل میں عارضی اضافہ کر دیا جائے تاہم امکان یہ ہے کہ ضروریات بہر حال وصولیوں میں کسی معتد بہ اضافے سے زیادہ ہی رہیں گی۔ اس سے دو مسائل ابھرتے ہیں۔ اول، یہ بات سمجھنی چاہیے کہ بحالی کے لیے وسائل اور پالیسی کی شکل میں حکومتی مداخلت ضروری ہے تاہم حکومت میں امداد اور تعاون کی تمام عوامی توقعات پورا کرنے کی استعداد ہے نہ وسائل۔ برسوں تک تعمیر نو کا درمدا زیادہ تر نجی کاروباری اداروں اور سول سوسائٹی کے وسیع تر تعاون پر رہے گا۔

دوم، م 11ء میں مالیاتی دباؤ میں متوقع اضافہ بھی بنیادی تبدیلیاں لانے کا موقع ہے۔ سیلاب زدہ علاقوں میں آباد کاری اور مدد کے لیے درکار بھاری وسائل کے پیش نظر ٹیکس اساس کو وسیع کرنے پر سیاسی اتفاق رائے ہونا چاہیے اور معیشت کے ٹیکس نہ (یا کم ٹیکس) دینے والے طبقوں کو ٹیکس ٹیٹ میں لانا چاہیے اور ضائع ہونے والی رقوم بچانے کے لیے موجودہ نظام کی خرابیاں دور کرنی چاہئیں۔ ان اصلاحات سے سیلاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ضروریات کے بعد بھی فوائد حاصل ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو متواتر اور غیر متواتر اخراجات کی چھان بین کرنی چاہیے اور ترجیحات متعین کرنی چاہئیں تاکہ نئی فوری ضروریات نیز وسط مدت میں نمو کو تحریک دینے والی سرکاری سرمایہ

کاری کے لیے گنجائش نکل سکے۔ سیلاب سے پہلے بھی حکومت کی دونوں سطحوں پر فرائض، ذمہ داریوں اور ڈھانچوں میں عملاً کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی حالانکہ تازہ ترین نیشنل فنانس کمیشن کے ایوارڈ کے تحت صوبوں کو وسائل کی تقسیم میں نمایاں تبدیلی ہوئی تھی۔⁴ یہ صورتحال جاری رکھنا ممکن نہیں۔

دو ہندسی گرانی کا مسلسل برقرار رہنا سیلاب سے قبل ہی باعث تشویش تھا خصوصاً اس خطرے کی وجہ سے کہ غذائی اجناس (مثلاً گندم، خوردنی تیل، شکر اور مکئی وغیرہ) کی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ شرح مبادلہ میں کمزوری بھی آسکتی ہے۔ مزید برآں سرکاری شعبے کی تنخواہوں میں حالیہ 50 فیصد اضافے نیز (حکومت کی جانب سے زراعت گھٹاتے رہنے کی بنا پر) توانائی کے نرخ بڑھنے اور ٹیکس اساس میں توسیع کے لیے جی ایس ٹی کا استثناء ختم کرنے کے نتیجے میں گرانی کا دباؤ بھی متوقع تھا۔

سیلاب کے اثرات نے مئی 11ء میں گرانی کی ان توقعات کو تقویت دی ہے۔ اگست 2010ء میں گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے غذائی جز میں 15.6 فیصد کا سال بسال اضافہ شامل تھا۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے تخمینوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیلاب کی بنا پر آنے والے رسدی دھچکے کا براہ راست اثر محدود رہنے کا امکان ہے۔ مثال کے طور پر جب رسد بہتر ہوگی اور تازہ فصلیں (مثلاً سبزیاں) بازار میں آئیں گی تو سیلاب بارش کے نقصانات اور چھوٹی فصلوں کی قلت کے اثرات 2 سے 3 ماہ سے زیادہ برقرار رہنے کی توقع نہیں۔ اسی طرح ملکی نرخوں میں اضافہ عالمی قیمتوں کی پست سطح کی وجہ سے رک جائے گا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈیری مصنوعات کی قیمتوں میں، ملکی و بیرونی طلب کے مسلسل بڑھنے کی وجہ سے سیلاب سے پہلے ہی طویل مدتی اضافہ ہو رہا تھا۔ سیلاب میں گلہ بانی کے نقصانات سے یہ بڑھتا ہوا رجحان سنگین تر ہو جائے گا لیکن کسی حد تک۔

البتہ ایک بالواسطہ قلیل مدتی لگتی گرانی کا دھک سیلاب سے متعلق ٹیکسوں کے نفاذ کی بنا پر آسکتا ہے۔ اسی طرح سیلاب کے بعد ہونے والے تعمیراتی کاموں سے تعمیراتی سامان کی قیمتیں بڑھ سکتی ہیں لیکن ان کا اظہار اشاریہ کرایہ مکان میں بتدریج ہی ہوگا۔ اشاریہ کرایہ مکان کا صارف اشاریہ قیمت میں وزن غالب ہے۔⁵ پس اسٹیٹ بینک کی نظر ثانی شدہ پیشگوئیوں کے مطابق مئی 11ء کے لیے سالانہ اوسط گرانی 13.5 سے 14.5 فیصد کی حدود میں رہے گی جو 9.5 فیصد کے ہدف اور اسٹیٹ بینک کی اس سے پہلے کی پیشگوئی 11 تا 12 فیصد دونوں سے بلند تر ہیں۔⁶

پاکستان کے بیشتر اقتصادی تغیرات کے بگڑنے سے مئی 11ء میں زری امور پر مباحثہ مزید پیچیدہ ہو جائے گا۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ مرکزی بینک کو گرانی کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور مالیاتی خسارے میں بے جا اضافے پر رد عمل ظاہر کرنا چاہیے۔ دوسری طرف سیلاب کے نقصانات سے ابھرنے والے طلبی دھچکے کی بنا پر یہ استدلال سامنے آتا ہے کہ لڑکھاتی ہوئی معیشت کو بحالی میں مدد دینے کے لیے زری پالیسی نرم کرنی چاہیے۔

آخر اُم، مئی 11ء کے لیے جاری حسابات کے خسارے میں معمولی سا بگاڑ آنے کا اندازہ کیا گیا تھا کیونکہ غذائی درآمدات (شکر، خوردنی تیل وغیرہ) کی ضروریات بڑھنے نیز معاشی سرگرمیوں میں متوقع بہتری کی بنا پر درآمدات میں اضافہ ہونے کا امکان تھا۔ لیکن سیلاب کے بعد یہ صورتحال قدرے بگڑ گئی ہے۔ اگر زری پیداوار (خصوصاً کپاس) کے بھاری نقصانات کے خدشات درست ثابت ہوئے تو تجارتی خسارہ بلند تر ہو سکتا ہے جس کا اثر فقط جاری منتقلی میں متوقع بہتری سے جزوی طور پر زائل کیا جاسکتا ہے۔ اسٹیٹ بینک کی عبوری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مئی 11ء کے دوران جاری حسابات اور جی ڈی پی کا تناسب بڑھ کر 3 سے 4 فیصد ہو جائے گا۔ تاہم ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ پر بڑھتے ہوئے دباؤ کی بنا پر جاری حسابات کے خسارے میں اس معمولی اضافے کی مالکاری بھی معیشت کے لیے تکلیف دہ ثابت ہو سکتی ہے۔

المختصر سیلاب سے آنے والے منفی دھچکوں نے معیشت میں موجودہ ساختی کمزوریوں کو مزید نمایاں کر دیا ہے۔ ان کی درستی کے لیے معاشی انضباط میں بہتری لانے کے علاوہ معیشت کی چپک کو بہتر بنانے کے لیے مسلسل اصلاحات کی ضرورت ہوگی۔ مؤخر الذکر کریں پیداوار بیت کی بہتری کی اصلاحات، سرکاری اداروں کی مضبوطی، معاشی نظم و نسق کو بہتر بنانا اور آبادی کے کمزور طبقوں کے تحفظ کے لیے سوشل سیفٹی نیٹ تیار کرنا شامل ہیں۔ مؤخر الذکر کی اہمیت سیلاب کے بعد غربت کی آبادیاتی شرح میں اضافے کے پیش نظر نمایاں تر ہو گئی ہے۔⁷

4 نیشنل فنانس کمیشن صدر پاکستان کا تشکیل کردہ آئینی ادارہ ہے جو وفاقی اور صوبے کے درمیان محاصل کی تقسیم کے موزوں طریقے وضع کرتا ہے۔ آئین کے مطابق ہر پانچ سال بعد این ایف سی کی تشکیل ہونی چاہیے۔ اس میں وفاقی وزیر خزانہ، چار صوبائی وزرا، خزانہ اور صدر مقرر کردہ بعض دیگر ارکان ہوتے ہیں۔ این ایف سی کی سفارشات کو این ایف سی ایوارڈ کہا جاتا ہے۔ 1974ء سے اب تک چار ایوارڈ کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ تازہ ترین این ایف سی ایوارڈ سواتو تھا جس کا اعلان دسمبر 2009ء میں کیا گیا (ایف این سی پر تفصیل کے لیے اسٹیٹ بینک کی پہلی سرکاری رپورٹ برائے مئی 10ء دیکھئے)۔

5 صارف اشاریہ قیمت کی باسٹ میں اشاریہ کرایہ مکان کا وزن 23.43 فیصد ہے۔

6 تفصیل کے لیے دیکھئے زری پالیسی بیان جولائی 2010ء۔

7 بعض مطالعات سے ظاہر ہوا کہ پاکستان نے پچھلی دہائی کے دوران غربت کم کرنے میں کچھ کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ تاہم اس حوالے سے بھی شواہد تھے کہ ان کامیابیوں کا حصہ معمولی تھا۔ زیادہ تر آبادی خط غربت سے تھوڑی سی اوپر رہی جہاں معاشی دھچکوں کی زد میں تھی، جیسے حالیہ سیلاب۔

1.3 خلاصہ

1.3.1 حقیقی پیداوار کا شعبہ

پاکستان کی معیشت میں مں 10ء کے دوران معتدل بحالی دیکھنے میں آئی۔ حقیقی جی ڈی پی 4.1 فیصد بڑھ گئی جبکہ مں 09ء میں 1.2 فیصد نمو ہوئی تھی جو کئی دہائیوں کی پست ترین سطح تھی۔⁸ یہ بحالی جس میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور شعبہ خدمات کا نمایاں حصہ تھا صارفین کے بہتر اعتماد، مالیاتی اور زری پالیسیوں کی مدد⁹ نیز خوش قسمتی کی عکاسی کر رہی ہے۔ یہ نمو آئی ایم ایف کے ایس بی اے پروگرام کے تحت توانائی سے متعلق کئی سرکاری زرہائے اعانت میں بتدریج کمی کے پیش نظر اور بھی متاثر کن معلوم ہوتی ہے۔

زراعت

گذشتہ برس کے 4 فیصد کے مقابلے میں مں 10ء میں زراعت کی نمو کم ہو کر 2 فیصد رہ گئی۔ یہ سست رفتاری تمام کی تمام فصلوں کے ذیلی شعبے کی منفی نمو کی بنا پر ہوئی جس سے گلہ بانی میں تیز نمو کا اثر جزو ازل ہو گیا۔ فصلوں کے ذیلی شعبے کی ناقص کارکردگی کی وجوہات یہ تھیں: (الف) پانی کی قلت، خصوصاً بوائی کے مواقع پر، (ب) مں 09ء کے مقابلے میں مصدقہ بیجوں کی دستیابی میں کمی، اور (ج) بوائی کے وقت چاول اور گنے کی آئندہ قیمتوں کے بارے میں غیر یقینی صورتحال۔ ان عوامل کی بنا پر اہم فصلوں کے زیر کاشت رقبہ اور یافت میں کمی آئی۔ تاہم مں 10ء میں نرخ بہتر ہونے کے امکان کی وجہ سے صرف کپاس اور گندم کا زیر کاشت رقبہ بڑھا۔

فصلوں کی ناقص کارکردگی کی تلافی کسی حد تک ذیلی شعبے گلہ بانی کی ہدف سے بلند تر نمو سے ہو گئی جس سے مں 10ء کے دوران زراعت کی نمو مثبت رکھنے میں مدد ملی۔ گلہ بانی کی مستحکم نمو کی وجہ بڑھتی ہوئی ملکی اور بیرونی طلب تھی۔

فصلوں کی کمزور پیداوار کے برعکس زری اجناس کی برآمد میں مں 10ء کے دوران بھرپور نمو¹⁰ دیکھنے میں آئی۔ پیداوار دینے والے دیگر اہم ممالک میں کمزور فصلوں اور مستحکم بیرونی طلب کی وجہ سے روایتی اور نئی منڈیوں میں اری اور دیگر چاولوں، مویٹیوں، پھلوں اور سبز یوں، مسالوں اور دیگر غذائی اشیا کی برآمدات کی نمو کو سہارا ملا۔

زری قرضے کی تقسیم کی شرح مں 10ء میں گر کر 6.5 فیصد ہو گئی جو پورے عشرے کی پست ترین سطح ہے۔ چنانچہ مں 10ء میں زری قرضے کی تقسیم کا ہدف 4.6 فیصد کے فرق سے پورا نہ ہو سکا۔ یوریا اور ڈی اے پی دونوں کھادوں کا استعمال مں 10ء میں پچھلے سال کی نسبت خاصا زیادہ ہوا۔ اس اضافے کی وجوہات یہ تھیں: (الف) غذائی اجزا کی قدرے کم قیمتیں خصوصاً ڈی اے پی کے حوالے سے، اور (ب) بیشتر زری پیداوار خصوصاً گندم کے بہتر نرخ۔

صنعت

ملکی صنعتی شعبہ پچھلے سال زوال کے طویل ترین دور سے سنبھلنے میں کامیاب ہو گیا۔ مں 10ء کے دوران اس میں 4.9 فیصد کی نمو ہوئی۔ یہ بحالی مناسب معاشی پالیسیوں، گرانی کے قدرے کم سطح، سدھرتی ہوئی عالمی معیشت اور قرضے کی بہتر دستیابی کی وجہ سے ہوئی۔ مں 10ء کی نمواس دہائی کی چوتھی بلند ترین نمو تھی تاہم یہ دس سال کی اوسط 5.7 فیصد سے کم تھی۔ مں 10ء کے دوران صنعتی نمو ذیلی شعبوں اشیا سازی اور تعمیرات میں دوبارہ سرگرمیاں تیزی ہونے کی بنا پر دیکھی گئی کیونکہ حکومت نے گذشتہ برس کیے گئے بعض اقدامات جن سے ان شعبوں میں نمو رک گئی تھی، منسوخ کر دیے۔

مں 10ء کے دوران تعمیرات کے شعبے میں 15.3 فیصد کی مستحکم نمو ہوئی جبکہ مں 09ء میں 11.2 فیصد کی کمی آئی تھی۔ اس شاندار کارکردگی کا بڑا سبب تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں کمی تھی جو سیمنٹ کی فروخت پر ڈیوٹی میں کمی اور کوئلے، لوہے اور ککڑی کی عالمی قیمتیں گرنے کی وجہ سے آئی تھی۔ سمعی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعمیرات کی بیشتر نمو نجی شعبے کے باعث ہوئی۔

⁸ مں 71ء میں پاکستان کی حقیقی جی ڈی پی کی نمو ایک فیصد رہی تھی۔

⁹ مں 10ء کے بجٹ میں اعلان کردہ مالیاتی اقدامات میں مندرجہ ذیل شامل تھے: گاڑیوں اور سیمنٹ سے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا خاتمہ نیز ٹیلی مواصلات کی خدمات اور سیلولفون کی درآمد پر کئی ڈیوٹیاں ختم یا کم کی گئیں۔ مں 10ء کے دوران ڈاکوٹ ریٹ میں مجموعی طور پر 150 بی بی ایس کی لاکر زری پالیسی نرم کی گئی۔

¹⁰ قدری اعتبار سے (امریکی ڈالر)۔

بڑے پیمانے پر اشیاء سازی کا شعبہ پچھلے برس کی ناقص کارکردگی سے سنبھلا اور م س 10ء کے دوران اس میں 4.8 فیصد کی مناسب نمو ہوئی۔ گرائی میں مجموعی سست رفتاری اور عالمی طلب کے حوالے سے سازگار حالات سے صارفی اور برآمدی صنعتوں میں پیداواری اضافے ہوئے۔ تاہم درمیانی اشیاء کی پیداوار پر صارفی و بیرونی طلب کی نمو کے دورثانی کے اثرات مالی رکاوٹوں (مثلاً دھاتیں اور پٹرولیم) کی بنا پر محدود رہے۔ چنانچہ مختلف شعبوں میں بڑے پیمانے پر اشیاء سازی کی نمو میں بہت فرق رہا۔ آدھے ذیلی شعبوں میں مستحکم نمو دیکھی گئی اور بقیہ آدھے میں کمی آئی۔

کانکنی اور کوئٹہ کے ذیلی شعبے کی کارکردگی مزید خراب ہو گئی۔ م س 10ء میں اس کی پیداوار 1.7 فیصد کم ہوئی جبکہ پچھلے سال 0.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔ یہ کمی م س 10ء کے دوران خام تیل اور کونسلے کی کانکنی کم ہونے کی وجہ سے ہوئی۔

خدمات

اگرچہ م س 02ء کے بعد سے اس میں نمو ہو رہی تھی تاہم م س 09ء کے دوران شعبہ خدمات 50 سال کے پست ترین نقطے پر پہنچ گیا۔ بہر حال م س 10ء میں اس کے اندر پھر تیزی آئی اور 4.6 فیصد کی نمو ہوئی۔ یہ بلند تر نمو اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی سرگرمیاں تیز ہونے کی بنا پر ہوئی اور زیادہ تر تھوک اور خوردہ تجارت، پبلک سروسز، ٹیلی مواصلات اور ذاتی خدمات میں دیکھنے میں آئی۔

تاہم م س 10ء کے بعض حالات کو عارضی کہا جاسکتا ہے جیسے مالی شعبے کی منفی نمو اور نظم عامہ اور دفاع کی بلند نمو۔ دیگر رجحانات زیادہ پائیدار ہیں جو 2000ء کی دہائی کے دوران ابھرے ہیں۔ فنی اور مہارتوں پر مبنی خدمات، جیسے ٹیلی مواصلات، سوفٹ ویئر کی تیاری اور کاؤنٹنگ اور مالیات میں تیز نمو دیکھی گئی۔

سرمایہ کاری اور بچت

سرمایہ کاری میں م س 10ء کے دوران مسلسل دوسرے سال کی آئی۔ تاہم زیادہ اہم پہلو یہ ہے کہ مسلسل تیسرے سال سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کا تناسب گر گیا۔ یہ کمی زیادہ تر صنعت اور خدمات کے شعبے میں نمایاں تھی۔ سرمایہ کاری کی نمو کو روکنے والے اہم عوامل یہ تھے: (الف) ملک کے منفی تاثر کی وجہ سے غیر ملکی سرمایہ کاروں کا پاکستان میں رقم لگانے سے اجتناب، (ب) ملکی بینکوں کا حکومتی پیپرز میں زیادہ سرمایہ کاری کرنا، (ج) سیلولر کاروبار میں سخت مسابقت جس سے اس شعبے میں محدود سرمایہ کاری ہوئی، اور (د) عالمی بحالی کے استحکام کے بارے میں غیر یقینی کیفیات۔

جی ڈی پی کی فیصد کے لحاظ سے قومی بچت م س 10ء میں 13.8 فیصد تھی جو پچھلے سال سے 0.6 فیصدی درجے زیادہ ہے۔ اگرچہ بچت کی شرح بہتر ہوئی ہے تاہم پاکستان میں بچت کی شرح کی سطح خصوصاً سرمایہ کاری کے حوالے سے کم ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قومی بچت کی یہ پست سطح کئی عوامل کا نتیجہ ہے بشمول: (الف) چھوٹی ٹیکس اساس، جاریہ اخراجات میں کمی نہ آسکنے کی بنا پر سرکاری شعبے کی بے پختی، (ب) سرکاری شعبے کے تجارتی اداروں کا گھٹائے میں جانا، (ج) مقامی کاروباری صنعت میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے یونٹوں کا بڑی تعداد میں نفوذ جس سے کارپوریٹ بچت کی نمو محدود ہو جاتی ہے، (د) پست فی کس آمدنی، اور (ه) مالی بچت کے موزوں وثیقہ جات کا فقدان اور دیہی آبادی کی مالی خدمات تک محدود رسائی۔

1.3.2 قیمتیں

م س 09ء کے مقابلے میں م س 10ء کے دوران گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں خاصی کمی ہوئی اور وہ 11.7 فیصد پر آگئی۔ تاہم م س 10ء کی گرائی سال کے 9 فیصد کے ہدف سے زیادہ تھی۔ گرائی کا ہدف م س 06ء سے اب تک مسلسل چوتھے سال حاصل نہ کیا جاسکا۔ اسی طرح تھوک اشاریہ قیمت، حساس قیمت اظہار یہ اور جی ڈی پی تفریط کنندہ¹¹ سے ناپی جانے والی گرائی میں م س 10ء کے دوران نمایاں سست رفتاری آئی تاہم یہ دو ہندسی رہی۔

¹¹ جی ڈی پی تفریط کنندہ گرائی کا وسیع ترین بیان ہے۔ یہ نامیہ اور حقیقی جی ڈی پی کا تناسب ہے۔ دو مدتوں کے جی ڈی پی تفریط کنندہ کا فیصد فرق نکالنے سے اس پیمانے کی گرائی معلوم ہو جاتی ہے۔

عمومی گرانے بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کا تجزیہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ م س 10ء کی پہلی ششماہی کے دوران گرانے کا دباؤ کم ہوا تاہم 2010ء سے اس نے پھر سر ابھارا۔¹² مالی سال کی دوسری ششماہی میں گرانے بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 12.7 سے 13.7 فیصد کی مختصر حدود میں رہی۔ م س 10ء کی پہلی ششماہی میں گرانے کی کارہجان ان عوامل کے مشترکہ اثرات کی بنا پر دیکھا گیا: (الف) سخت زری موقف کا تسلسل (ب) م س 08ء کے مقابلے میں م س 09ء کے دوران مالیاتی بہتری، جو مرکزی بینک سے میزانیہ قرض کی خالص واپسی پر منتج ہوئی، (ج) اجناس کی عالمی قیمتوں میں بسرعت کمی نیز م س 09ء کی بہتر فصلوں کے باعث بیشتر غذائی اجناس کی ملکی فراہمی میں بہتری۔¹³

تاہم ارزانی کے زیادہ تر عوامل م س 10ء کی دوسری ششماہی میں معکوس رخ اختیار کر گئے۔ مزید برآں توانائی سے متعلق زراعت میں کمی سے گرانے کی توقعات بڑھ گئیں۔ مثال کے طور پر توانائی کے ٹیر اور ڈیزل کی قیمت میں اضافے سے پیداوار اور نقل و حمل کی لاگت بڑھ گئی۔ جنوری 2010ء میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے تیل کی تمام درآمدی ادائیگیاں بین الہینک منڈی کو منتقل کرنے کے بعد شرح مبادلہ پر دباؤ اور خسارے کی تسلیک سے مالیاتی موقف کے معکوس ہو جانے سے بھی م س 10ء کی دوسری ششماہی میں گرانے بلند تر ہو گئی۔

1.3.3 زراور بینکاری

م س 10ء میں اسٹیٹ بینک کے زری موقف سے اس کی ایک طرف ملکی بحالی کو سہارا دینے اور دوسری طرف گرانے کے سرا بھارتے دباؤ کو روکنے کے عمل میں توازن قائم رکھنے کی کوششوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ مالی سال کے آغاز پر اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ کم کرنے کا سلسلہ جاری رکھا کیونکہ گرانے کم ہو کر م س 09ء کے نقطہ عروج کے آدھے سے بھی کم پر پہنچ گئی تھی۔ اس طرح ملکی بحالی کو سہارا ملنے کی ضروری گنجائش فراہم ہو گئی اور پالیسی ریٹ م س 10ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی طور پر 150 بی پی ایس کم کیا گیا۔ تاہم پالیسی ریٹ میں مزید کمی بقیہ مالی سال کے دوران روک دی گئی کیونکہ غیر یقینی مالیاتی صورتحال کی وجہ سے قیمتوں کے استحکام کے لیے خطرات نمودار ہو رہے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ بیرونی رقوم کی آمد میں تاخیر ہو رہی تھی اور مقرر کردہ قیمتوں میں رد و بدل کی بنا پر دباؤ تھا۔

جہاں تک زری مجموعوں کا تعلق ہے زرو سبج (زر) م س 10ء میں 12.5 فیصد بڑھا جبکہ گزشتہ سال 9.6 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ اس سے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں اور خالص بیرونی اثاثوں دونوں میں توسیع کی عکاسی ہوتی ہے۔ خالص بیرونی اثاثوں میں بہتری مختلف سرکاری رقوم آنے کی وجہ سے مالی کھاتے کے فاضل ہونے سے ہوئی جس سے جاری کھاتے میں خسارے کا اثر زائل ہو گیا۔ م س 10ء میں بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کی نمو کم ہو کر 12.9 فیصد ہو گئی جبکہ پچھلے برس 14.9 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ اس سست رفتاری کی توضیح خالص ملکی اثاثوں کے تقریباً تمام اجزاء میں کمی سے کی جاسکتی ہے ماسوائے شعبے کے قرضے کے۔ تاہم م س 09ء کے مقابلے میں پست تر میزانیہ قرض گیری کے باوجود حکومت نے م س 10ء کی دوسری ششماہی کے دوران مرکزی بینک سے قرض گیری کی دونوں سہ ماہی حدود کی خلاف ورزی کی جو آئی ایم ایف نے مقرر کی ہیں۔

نچی شعبے کے قرضے میں م س 10ء کے دوران 3.5 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ گزشتہ سال 0.5 فیصد ہوئی تھی۔ تاہم حقیقی اعتبار سے نچی شعبے کا قرضہ 13.9 فیصد کم ہو گیا جبکہ م س 09ء میں 1.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔

2009ء کے مقابلے میں بینکاری شعبے کی کارکردگی بینکوں کی خطرے کی ترجیحات میں تبدیلی، بینکاری مالکاری کے لیے مستحکم حکومتی طلب اور اسٹیٹ بینک کے قواعد و ضوابط میں ترامیم کی عکاس ہے۔ قرضے کے لیے بھرپور حکومتی طلب، بڑھتے ہوئے غیر فعال قرضوں کی بنا پر بینکوں کے خطرے سے گریز اور سرمائے کی لازمی شرط کے بلند تر ہونے سے بینکاری نظام کی ادائیگی قرض کی صلاحیت بڑھ گئی۔ بینکوں کی منافع آوری بہتر ہو کر 54.4 رب روپے ہو گئی۔ پچھلے دو سال سے یہ محتاطیہ قواعد میں ترامیم کے بعد مسلسل گرتی رہی تھی۔ ان قواعد کے تحت بینکوں کے تصویبی اخراجات میں کمی کر دی گئی تھی۔

بازار زر میں م س 09ء کی نسبت سیالیت کے معاملات سخت تر پائے گئے۔ اس کی وجہ اجناسی مالکاری کے قرضوں کی توقع سے کم واپسی اور بینکاری نظام سے میزانیہ قرض گیری پر حکومت کا بڑھا ہوا انحصار تھا۔ بہر حال اسٹیٹ بینک کی جانب سے زری پالیسی فریم ورک میں تبدیلیوں کے تحت شرح سود کا کو ریڈور متعارف کرائے جانے سے شبینہ ریپوریٹ، یعنی زری پالیسی کے آپریشنل ہدف، کی تغیر پذیری محدود ہو گئی۔

¹² م س 10ء کی پہلی ششماہی میں اوسط گرانے بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 10.3 فیصد تھی اور دوسری ششماہی میں 13.1 فیصد تھی۔

¹³ م س 09ء میں اہم فصلوں میں 7.3 فیصد کی نمو ہوئی۔

1.3.4 سرکاری مالیات

حکومت نے م س 10ء کے دوران بجٹ خسارے میں کمی کا منصوبہ بنایا تھا اور ہدف یہ تھا کہ اسے جی ڈی پی کے 5.3 فیصد سے گھٹا کر 4.9 فیصد پر لایا جائے گا۔ اس کے لیے محاصل خصوصاً ٹیکس محاصل میں اضافہ کیا جائے گا اور جاریہ اخراجات کو محدود کیا جائے گا۔ لیکن اصل کارکردگی یہ رہی کہ سال کے دوران حکومت کا کوئی مالیاتی ہدف پورا نہ ہو سکا۔ مجموعی بجٹ خسارہ جی ڈی پی کے 6.3 فیصد تک پہنچ گیا۔ مطلق اعداد میں یہ 929.1 ارب روپے تھے جبکہ ہدف 722.1 ارب روپے رکھا گیا تھا۔ م س 10ء کے دوران زراعت کی بجٹ سے بڑھ کر تقسیم، دہشت گردی کے خلاف جنگ پر اخراجات اور ایف بی آر اور صوبوں دونوں کی جانب سے ہدف سے کم محاصل جمع کیا جانا ان مالیاتی خرابیوں کا سبب تھا۔

بجٹ کے مطابق بیرونی مالکاری کی عدم دستیابی سے تقریباً پورا سال ملکی وسائل پر دباؤ رہا۔ اگرچہ مجموعی مالکاری ضروریات کا بڑا حصہ غیر بینک ذرائع سے پورا کر لیا گیا تاہم حکومت کو خسارے کی تسلیک کا سہارا بھی لینا پڑا۔ نتیجے کے طور پر اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کی آئی ایم ایف کی مقرر کردہ حدود سے م س 10ء کی دوسرے ماہوں میں تجاوز کیا گیا۔

1.3.5 ملکی اور بیرونی قرضے

بھاری مالیاتی خسارے نے م س 10ء کے دوران پاکستان کے مجموعی قرضہ جات و واجبات کے اسٹاک کو خاصا بڑھا دیا۔ قرضہ جات و واجبات کا اسٹاک 30 جون 2010ء تک 102 کھرب روپے تک پہنچ گیا یعنی م س 07ء کے آخر کا اسٹاک تقریباً گنا ہو گیا۔¹⁴ چنانچہ قرضہ جات و واجبات کے اسٹاک اور جی ڈی پی کا تناسب جو م س 07ء میں 60.5 فیصد تھا بدتر ہو کر م س 10ء میں 69.5 فیصد ہو گیا۔ جہاں تک ہیئت ترکیبی کا تعلق ہے، بیرونی مالکاری کی دستیابی توقع سے کم رہی جس سے م س 10ء کے دوران قرضے کے اسٹاک میں مالیاتی خساروں کی مالکاری کے لیے ملکی وسائل پر انحصار بڑھ گیا۔

1.3.6 بیرونی شعبہ

ادائیگیوں کا توازن

م س 10ء کے دوران پاکستان کا جاری حسابات کا خسارہ 62.1 فیصد سکڑ گیا۔ چنانچہ م س 09ء کی نسبت مالی کھاتے میں فاضل رقم کم آنے کے باوجود مجموعی بیرونی کھاتے میں دوسال کے وقفے کے بعد 11.3 ارب ڈالر کی فاضل رقم تھی۔

جاری حسابات میں بہتری کا سبب تجارتی کھاتے کا خسارہ کم اور نادیدہ کھاتے کا فاضل ہونا تھا۔ تجارتی کھاتہ اس لیے بہتر ہوا کہ نہ صرف درآمدات میں 2.3 فیصد سال بسال کی کمی ہوئی بلکہ برآمدات تقریباً 3 فیصد سال بسال بڑھ گئیں۔ تجارتی کھاتے کے علاوہ نادیدہ کھاتے میں بہتری، جولا جسٹک سپورٹ کے تحت بلند تر وصولیوں کے باعث آئی، دیگر کاروباری خدمات میں پست تر ادائیگیوں اور کارکنوں کی ترسیلات کی مد میں بلند تر آمد رقوم نے بھی جاری حسابات کا خسارہ گھٹانے میں کردار ادا کیا۔

مالی کھاتے کی فاضل رقم م س 10ء میں کم ہو کر 4.9 ارب ڈالر رہ گئی جبکہ م س 09ء میں 5.6 ارب ڈالر تھی۔ یہ خرابی سرمایہ کاری اور قرضہ جات دونوں کی رقوم میں کمی کی بنا پر آئی۔ جہاں تک سرمایہ کاری کا تعلق ہے، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 40 فیصد سال بسال سے زیادہ گھٹی اور جزوانی سرمایہ کاری سے باہر جانے والی رقوم 63 ملین ڈالر تک محدود رہیں جبکہ م س 09ء میں ایک ارب ڈالر تھیں۔ قرضوں کی مد میں آنے والی رقوم میں م س 10ء کے دوران کمی آئی۔ قرضوں کا بڑا حصہ آئی ایم ایف سے اسٹینڈ بائی ارٹنچمنٹ کے تحت وصول کیا گیا۔

بیرونی شعبے کی بہتر کارکردگی کے نتیجے میں زرمبادلہ کے ذخائر آخر جون 2010ء میں 16.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئے جو تاریخ کی بلند ترین سطح ہے جبکہ پچھلے سال 12.8 ارب ڈالر تھے۔ اس سے م س 10ء کے دوران شرح مبادلہ میں قدرے استحکام حاصل کرنے میں مدد ملی حالانکہ تیل سے متعلق ادائیگیاں بین الینک منڈی کو منتقل کردی گئی ہیں۔ گزشتہ برس کے 15.7 فیصد کے مقابلے میں م س 10ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر 4.8 فیصد گھٹ گئی۔

¹⁴ م س 10ء کے دوران ملک کا قرضہ جات و واجبات کا اسٹاک 94 کھرب روپے تھا جو م س 07ء کے قرضہ جات و واجبات کے اسٹاک میں 86.4 فیصد اضافہ ظاہر کرتا ہے۔

تجارتی کھاتہ (ایف بی ایس کے اعداد و شمار)

پاکستان کا تجارتی خسارہ مسلسل دوسرے سال کم ہوا اور 15.3 ارب ڈالر کی سطح پر پہنچ گیا۔ پچھلے برس کے برخلاف، جب تجارتی کھاتے میں تمام بہتری درآمدات گھٹنے کی وجہ سے آئی تھی، م 10ء میں برآمدات کی 9.4 فیصد سال سال کی شاندار نمو تجارتی خسارے میں 10.3 فیصد سال سال کی کمی کا باعث بنی۔ نتیجے کے طور پر تجارتی خسارے اور جی ڈی پی کا تناسب م س 10ء میں بہتر ہو کر 8.7 فیصد ہو گیا جبکہ م س 09ء میں 10.6 فیصد تھا۔ مزید برآں برآمدات میں اضافہ تو بلند مقدار کی وجہ سے تھا مگر درآمدی بل میں کمی بیشتر پست نرخوں کا نتیجہ تھی۔